تلخیِ حیات

مُصنّف:



جے چند پریم

1970ء

قیمت:
ایک روپیہ آٹھ آنہ

Pija ghar

Ifran Ahamed wali

Tabeer Ahamed wali

Basim Ahamed wali

motey

اوم

محبت بھرے گیت گاتا چلا جا ۔ جو بچھڑے ہیں اُن کو مِلاتا چلا جا
جہاں تک ہو سکے پریم اہلِ وطن سے ۔ محبت مروّت بڑھاتا چلا جا

تلخیٔ حیات

مُصنّف :-
جے چند پریم

پبلیشر :- لالہ بالا رام ودھوا مینیجر مُلتان گئوشالہ بڑوالا ضلع حصار
پہلی بار ۱۹۷۰ء گنتی ۔ ۱۰۰۰ ([illegible])

قیمت :- ایک روپیہ آٹھ آنہ

(اعلیٰ پرنٹنگ پریس دہلی)

گذارش

مجھے شاعری کا بچپن سے شوق تھا زمانہ طالب علمی میں اکثر مشاعروں میں شریک ہوتا تھا میٹرک پاس کرنے کے بعد 1935ء میں مجھے کراچی جانے کا اتفاق ہوا۔ اور وہاں نظمیں لکھنے کا ذوق پیدا ہوا۔ میں نے پہلے پہل جہانشہ رام رکھا مل ترق مرحوم آف پٹیالہ جو کہ اُن دنوں کراچی میں قیام پذیر تھے سے اپنی نظموں کی اصلاح لی۔ 1936ء میں ریلوے ہیڈ کوارٹرز آفس لاہور میں بطور آفس کلرک تعینات ہوا۔ اور وہاں امیر الشعراً جناب پنڈت دتہ پرشاد صاحب فدا بی۔ اے لاہوری جن کا انتقال ماہ مارچ 1958ء میں دہلی میں ہوا ہے سے نظموں کی اصلاح لیتا رہا۔

کچھ عرصہ کے بعد میری تبدیلی ملتان ریلوے ڈویژنل آفس میں ہو گئی۔ اور وہاں پر ملتان کے مشہور شاعر و ادب نواز مہربان بلبل ملتان حضرت پیر زادہ کشفی صاحب کی باقاعدہ شاگردی اختیار کی۔ انہوں نے مجھے کمال مہربانی سے جناب خواجہ محمد عبدالرؤف عشرت لکھنوی کی تصنیف کردہ شاعری کی کتب پڑھائیں۔ اسی دوران میں وقتاً فوقتاً مجھے اربابِ سخن کی صحبتوں میں شریک ہونے کا موقع ملا۔ بلند پایہ شاعر مضمون نگار جناب کشفی صاحب ملتانی چیف ایڈیٹر ہفتہ وار "بشارت" مظفر گڑھ (مغربی پاکستان) کی مہربانیوں و عنایات

کا نتیجہ ہے کہ میں آپ صاحبان کی خدمت میں یہ ادبی کتاب "تلخی حیات" پیش کرنے کی جرأت کر رہا ہوں۔ میں جناب کشفی صاحب کا تہ دل سے مشکور ہوں۔

محترم جناب پنڈت دتاتریہ پرشاد صاحب فدا بی اے لاہوری مرحوم اور جناب بھاگیرتھ لال صاحب زخمی پریذیڈنٹ بزم سخن حصار (ہریانہ) جو کہ کہنہ مشق اُستاد پنڈت [illegible] صاحب جوش ملسیانی کے حلقہ تلمذ میں شامل ہیں نے اس کتاب کو بغور دیکھا ہے اور مناسب اصلاح کی ہے میں ان کا تہ دل سے شکر گزار ہوں جناب ماسٹر دیو راج صاحب شعلہ پرشین ٹیچر سٹیٹ ہائی سکول ڈالمیا دادری (ہریانہ) کا بھی مرہون منت ہوں جنہوں نے اس کتاب کو بغور دیکھا ہے اور دیباچہ لکھا ہے۔

جناب لالہ بالکشن صاحب بترہ ایم۔ بی اے ایل ایل بی ایم آر اے ایس (لندن) سابق پروپرائٹر و ایڈیٹر "اقبال" ملتان حال وکیل و گورنمنٹ ڈسٹری کا بطور میرے خاص شکریہ کے مستحق ہیں جو وقتاً فوقتاً اپنے بیش قیمت ادبی مشوروں سے مجھے سرفراز فرمایا کرتے ہیں اور "تلخی حیات" کے شائع کرانے میں بھی مجھے کافی مدد دی ہے۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ قدر شناس حضرات بھی ان ابتدائی نظموں کا حظ اٹھا کر لطف اندوز ہونگے اور بندہ کو مشکوریت کا موقع دیں گے:۔

نیاز کیش
جے چند پریم گولڈ میڈلسٹ
آنریری سیکرٹری بزم سخن حصار (ہریانہ)

"تعارف"

از قلم امیر الشعراء جناب پنڈت وشنو پرشاد صاحب بدل فدا
بی، اے (مرحوم) دہلی

مجھے منشی جے چند پریم سے سچا پریم ہے میں انہیں 1936ء سے جانتا ہوں جبکہ وہ میرے پاس درسی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے اس وقت بھی ان کی طبیعت میں موزونیت تھی۔ مجھے خوشی ہے کہ انہوں نے اپنے شاعرانہ انداز میں نمایاں ترقی کی ہے۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً لاہور کے مشاعروں میں اُن کی نظمیں سنیں۔ خوب زور سے اپنا کلام سُناتے ہیں۔

میرے پاس انہوں نے اپنی نظموں کا جو گلدستہ بھیجا ہے۔ وہ ایک خاص مہک رکھتا ہے۔ میں نے اس میں کہیں کہیں اصلاح کی ہے۔ لیکن میں اس کا تمام کریڈٹ پریم صاحب ہی کو دیتا ہوں کیونکہ آخر یہ انہی کی محنت کے پھل ہیں جن میں میں نے اپنی سمجھ کے مطابق ان میں کہیں کہیں رنگ بھر دیئے ہیں۔ اب یہ گلدستہ اس قابل ہے کہ ارباب ذوق کو پیش کیا جا سکے۔ اُمید ہے کہ حُسنِ قبول سے مشرف ہوگا۔

مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی ہے کہ منشی جے چند پریم

کا ادبی ذوق ترقی کر رہا ہے۔ اور اُن کا حلقۂ احباب دِن بدن وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ میں سچّے دِل سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ وہ اپنی کاوشوں سے آئے دن زیادہ کامیاب ہوں، اور اُن کی شاعری کی مہک دُور دُور تک لوگوں کی دلنوازی کرے۔

دستخط

دتّہ پرشاد فدا بی۔ اے لاہوری

5 - 12 - 1953

دیباچہ

از قلم جناب ماسٹر دیوراج صاحب شرما شعلہ

پنشنیں ٹیچر سٹیٹ ہائی سکول دالمیا دادری (ہریانہ)

منشی جے چند پریم گولڈ میڈلسٹ نے "تلخیٔ حیات" نامی کتاب تحریر کرکے ادب نواز حلقہ میں پیش کش کی ہے۔ میں نے اس کتاب کو بغور دیکھا ہے نظمیں نہایت ہی اعلےٰ پیمانہ کی ہیں شاعر صاحب کا نقطۂ نگاہ ہندو مسلم سکھ اتحاد، صنعت و حرفت کی ترقی اور ملک و قوم کے نوجوانوں میں بیداری پیدا کرنے کا رہا ہے یہ کتاب ہر نوجوان کے پڑھنے کے قابل ہے۔

شاعر صاحب موصوف ویکلی "پربھات" خانیوال کے ایڈیٹر اور روزانہ "ویر بھارت" امرتسر کے اسسٹنٹ ایڈیٹر رہ چکے ہیں وہ ہریانہ میں حصار و روہتک کے فوڈ گرین و سول سپلائی انسپکٹر بھی رہ چکے ہیں آج کل کانپور میں مقیم ہیں اور بزمِ سخن کے آنریری سیکرٹری ہیں۔ ان کی نظمیں پنجاب، ہریانہ، دہلی، بمبئی کے سرکردہ اخبارات روزانہ پرتاپ ملاپ، تیج، ویر بھارت، پربھات، نیو دہلی روزانہ انقلاب بمبئی، ویکلی ہریانہ تلک روہتک "اقبال نشان" رسالہ "جل ترنگ" "کیسر کیاری" نئی دہلی و دیگر ماہناموں میں شائع ہوتی رہی ہیں۔

شاعر صاحب اپنی نظمیں ترنم کے ساتھ مشاعروں میں پڑھکر سناتے ہیں اپنی کامیابی پر سونے و چاندی کے میڈل و کپ حاصل کر چکے ہیں اکثر اوقات مشاعروں میں اول رہنے پر سنہری پگڑیاں بطور انعام حاصل کرتے رہے ہیں 1936ء میں ڈسٹرکٹ پولیٹکل کانفرنس شجاعباد ضلع ملتان کے موقع پر "کانگریس" کی طرحی نظم اول رہنے پر چاندی کا میڈل حاصل کیا۔ 1943ء میں کرشن جنم اشٹمی کے موقع پر بھگوان کرشن کی طرحی نظم اوّل رہنے پر بھی رسالہ اردو کلیان امرتسر کی طرف سے جناب پریم صاحب کو چاندی کا میڈل عطا کیا گیا۔

1945ء میں دسہرہ کے پوتر تہوار پر بزم سخن ملتان کے منعقدہ سالانہ انعامی طرحی مشاعرہ میں ضلع بھر کے شعرا کرام کو مدعو کیا گیا طرح مصرعہ مقرر کیا گیا۔ اس مشاعرہ کی تقریب کے صدر ملک گلاب رائے صاحب آنریری میونسپل کمشنر ملتان تھے اور ملتان کی دو قابل قدر ہستیاں جناب لاکر بانکشن صاحب بترہ ایم جی اے ایل ایل بی پلیڈر و ایڈیٹر اخبار "اقبال" ملتان حال مقیم کانپور و جناب دیوان المعروف دت صاحب ایڈیٹر اخبار "بیدار" ملتان حال مقیم دہلی انعامی مشاعرہ کے منصف تھے اس موقع پر انعامی مقابلہ میں زندہ دل نوجوان شاعر جناب منشی جے چند پریم کی طرحی نظم "بھگوان رام" سب سے اول درجہ پر رہی۔ اور ان کو پہلا انعام سونے کا میڈل عطا کیا گیا۔ وہ پنجاب و ریاستوں میں بھی مختلف اوقات پر مشاعروں میں میڈل و چاندی کے کپ بطور انعام حاصل کرتے رہے۔

مسٹر پریم حصار ضلع کے ہونہار نوجوان و زندہ دل

شاعر ہیں. انہوں نے بزم سخن ملتان و بزم سخن حصار کو ترقی کی منازل پر پہنچایا ہے. وہ نہایت ہی خلیق و ملنسار ہیں. آج کل وہ کانپور میں مقیم ہیں اور بزم سخن کانپور کے آنریری جنرل سیکرٹری ہیں.

مجھے امید ہے کہ جناب پریم صاحب شاعری کے عرش پر ایک ادبی ستارہ بن کر چمکتے رہیں گے حال ہی میں "ابھینندن گرنتھ" جو کہ اردو شاعری کی ایک منتخب اور شاندار کتاب ہے. اور جو کہ استاد صاحب حضرت بھورام صاحب جوش ملیانی کو ان کے شاگردوں کی جانب سے پیش کیا گیا ہے اس میں شری پریم صاحب کا نمونۂ کلام. فوٹو و حالات زندگی شائع ہوئے ہیں جو کہ ان کی اولوالعزمی کا نمونہ ہے یہ گرنتھ جناب استاد بھورام جی جوش ملیانی کو ان کے جنم دن کے موقع پر بھینٹ کیا گیا ہے

میں آخر میں جناب پریم صاحب کو "تلخی حیات" نامی کتاب کے تحریر کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں. اور دعاگو ہوں کہ یہ کتاب تلخی حیات قوم اور ملک کے ہر بشر کے دل میں جاگزیں ہو. یہ کتاب ادبی. روحانی. مجلسی. قومی اور ہندو مسلم سکھ اتحاد کی نظموں کا گلدستہ ہے.

دستخط

دیوراج شرما شعلہ

دالمیا دادری (ہریانہ)

۱۹۵۹ء

اِنتساب

مَیں
یہ اپنا مجموعہ کلام اپنے
پیارے لڑکے اشوک کمار رودرسوا
مرحوم کے نام کرتا
ہوں۔

جے چند پریمی

پیش کش

میرے خیال میں ہر ایک کتاب کو کسی اعلےٰ شخصیت کی خدمت اقدس میں اسلئے پیش کیا جاتا ہے کہ وہ کتاب اُس بزرگ وادب نواز مہربان کے نام سے معنون ہو کر قدر و منزلت کی نظروں سے دیکھی جائے اسی خیال کے زیر اثر میں اس کتاب "تلخئ حیات" کو نہایت خلوص و محبت و پریم کے ساتھ قابل تعظیم ادیب و محسن فخر ہندوستان و ہمدرد ملک وادب نواز مہربان سردار مان سنگھ جی نرمان پروپرائیٹر و ایڈیٹر ہر دلعزیز اخبار کیسر کیاری نیو دہلی کے نام نامی و اسم گرامی سے معنون کرتا ہوں جناب سردار صاحب ادبی حلقہ میں نہایت ہی ہر دلعزیز ہیں
اُمید ہے کہ وہ اس التجا کو قبول فرما کر مشکور ہونے کا موقع دینگے "گر قبول افتد زہے عزو شرف"

نیاز آگیں:- جے چند پریم

۱۹۷۵ء

"حمد و ثنا"

کوئی جائے کاشی کوئی کعبہ ڈھونڈے
تجھے ہم تو دل میں نہاں دیکھتے ہیں

زمیں پر فلک پر یہ کس کے ہیں جلوے
کہ پُر چمن ہر دو جہاں دیکھتے ہیں

جہاں تک بھی جاتی ہیں نظریں ہماری
تری ہی تجلّی عیاں دیکھتے ہیں

تو ہی تو نظر آیا اہل نظر کو
تجھے کورِ باطن کہاں دیکھتے ہیں

اُمر اُن کا ہے اِسے موت کیسی
حقیقت یہ سب راز داں دیکھتے ہیں

سرِ دار بھی ہم کہیں گے انا الحق
کہ مرنے میں کب ہم زیاں دیکھتے ہیں

نہ اُف تک بھی کی کھال کھچوا کے تُو نے
تجھے اے شمس راز داں دیکھتے ہیں

دُوئی کو جو دل سے ہٹاتے ہیں اے پریم
تجھے دیکھتے ہیں جہاں دیکھتے ہیں

"مریادا پرشوتم بھگوان رام"

گیت شانِ رام میں جس نے بھی گایا پریم سے
آنکھ کے تل میں اُسے سب نے بٹھایا پریم سے
الغرض رام کی صورت تھی کیا وجد آفریں
جس نے بھی دیکھا اُسے دِل میں بسایا پریم سے
تازہ کر دیں پھر رگھو کُل کی روایاتِ قدیم
باپ کا اقرار پُورا کر دکھایا پریم سے
وقتِ رخصت جب پرجا کے دِل میں کچھ دیکھی تڑپ
درس خود ضبطی کا اُن سب کو سکھایا پریم سے
ایک عالم کو تہہ و بالا دہ کر دیتے مگر
رد بُرد بھاوی کے اپنا سر جھکایا پریم سے
کیوں اچھُوتوں سے ہیں نفرت ہو جبکہ رام نے
بھیلنی کے ہتھ کا جُوٹھا بیر کھایا پریم سے
دے چکے جب اہلِ لنکا کو سزا ایئں پاپ کی
جانکی جی کو گلے سے پھر لگایا پریم سے
ہم کو بھو جل سے ترانا کیا ہے مشکل؟ رام نے
پتھروں کو تھا سمندر میں ترایا پریم سے
رام ہی کا ہے کرم یہ رام ہی کا فیض ہے
نغمۂ توحید جو موزوں کرایا پریم سے

گورو نانک دیو جی مہاراج سے خطاب

زمینِ ہند پر تھی حکمراں جب رات کی رانی
ہوئے پنجاب میں پیدا گورو نانک وہ نورانی
خدا کے نور کا ذرّہ ستارہ آسمانوں کا
مصلحِ کل رہنما ہندوؤں سکھوں کا مسلمانوں کا
عقیدت سے تو ہم نام لیتے ہیں گورو نانک
خدا کی معرفت کا جام لیتے ہیں گورو نانک
وطن کے گلستاں کی اک بہارِ جاوداں تھا تو
وطن تیرا گلستاں تھا تو اُس کا باغباں تھا تو
ہمیشہ پاک ہستی پر تیری ہم ناز کرتے ہیں
تیری اُلفت سے پیدا دل میں سوز و ساز کرتے ہیں
تو صبح و شام بھگتی کے نشہ میں چُور رہتا تھا
شرابِ معرفت کی سے سدا مخمور رہتا تھا
جھکاتے ہیں تیرے قدموں میں سر اپنا عقیدت سے
زُباں سے پریم تیرا نام لیتے ہیں محبت سے

"بھگوان کرشن کی یاد میں"

تمہیں اے کرشن گیتا کی قسم پھر ہند میں آؤ
جوانان وطن کو خواب غفلت سے جگا جاؤ
پھنسی ہے ہند کی کشتی بھنور میں آج گردھاری
تم اپنی کاوشوں سے پار کر دو اس کو بنواری

تمہاری دید کا میں منتظر ہوں ایک مدت سے
سراپا نور بن جاؤں تمہاری عین شفقت سے

فدا ہوتے جوانان وطن ہیں تیری سیرت پر
کئے جاتے ہیں جان و دل نچھاور تیری صورت پر

شراب معرفت پیتا ہوں تجھکو یاد کرتا ہوں
میں اپنے دل کے کاشانے کو یوں آباد کرتا ہوں

جوانوں میں نہیں ہے ذرّہ بھر بُوئے وفا باقی
بزرگوں کا ادب کیسا نہیں شرم وحیا باقی
ہر انساں کو کنہیا آکے درس آدمیّت دے
ہٹا دے دِل سے جو بغض و حقارت ایسی ہمت دے
بسے تحت الثرائے میں پھر حقارت کی دبا جاکر
عروسِ پریم پھر آباد ہو اس دیش میں آکر
مِرے اس ہند کو غربت کی لعنت سے رہا کر دے
گلستانِ خزاں دیدہ کو رحمت سے ہرا کر دے
تصوّر میں تیرے رہ کر مَیں دِل کو شاد کرتا ہوں
مَیں خود کو بھول جاتا ہوں تجھے جب یاد کرتا ہوں

"مہرشی دیانند سرسوتی"

بیکسوں اور یتیموں کا سہارا تو تھا | مادرِ ہند کی آنکھوں کا تارہ تو تھا
ہندو جاتی کیلئے جان سے پیارا تو تھا | اے رشی ہم ہیں تیرے اور ہمارا تو تھا

ابلاؤ دھواؤں کا غمخوار سہارا کہیئے
اپنے بھارت کا تجھے ایک دُلارا کہیئے

بھولے بھٹکوں کو رہِ وید دکھانے والے | ہند سے پردہ جہالت کا اُٹھانے والے
درس توحید کا ہم سب کو پڑھانے والے | عالم مہر و وفا دل میں بسانے والے

خوابِ غفلت سے زمانے کو جگایا تو نے
اور باطل کے اندھیرے کو مٹایا تو نے

آجا آجا کہ رشی ہند کے کاشانوں میں | سبزہ زاروں میں بیابانوں ویرانوں میں
ڈھونڈتا تجھ کو پھریں شمع کے پروانوں میں | ہے تمنا کہ بہار آئے گلستانوں میں

ہند کے گلشن و تاراج کو آباد تو کر
پریم سے وید سنا اور ہمیں شاد تو کر

بھگوان رام چندر جی مہاراج

ہندو دھرم کا ناد بجایا تھا رام نے ⁂ خوابِ گراں سے سب کو جگایا تھا رام نے
رشیوں پہ جور و ظلم جو ڈھاتے تھے روز و شب ⁂ اُن ظالموں کو مار گرایا تھا رام نے
خلقِ خدا خدا اسے کہتی ہے آج تک ⁂ ایسا بلند مرتبہ پایا تھا رام نے
چودہ برس کے واسطے بن باس لیا ⁂ پیارے پتا کا پرن کو نبھایا تھا رام نے
کھا کر اچھوت بھیلنی کے بیر پریم سے ⁂ پردۂ دوئی کا دل سے اٹھایا تھا رام نے
راون فریب کار دغا باز و بوالہوس ⁂ تگنی کا ناچ اُسکو نچایا تھا رام نے
جوہر بہادری کے دکھائے جہان کو ⁂ جو کہہ دیا وہ کر کے دکھایا تھا رام نے
بالی کا نام اس نے مٹایا جہان سے ⁂ سگریو کو گلے سے لگایا تھا رام نے
امن و اماں کی ملک میں کر کے استھاپنا ⁂ ظلم و ستم کا نام مٹایا تھا رام نے

اہلِ وطن پریم سے اے پریم پڑھیں
یہ درسِ پریم سب کو پڑھایا تھا رام نے

آزادی کی علمبردار

کانگریس

اے کانگریس کہ ملک کی روح رواں ہے تُو
ملک اور قوم کیلئے اِک امتحاں ہے تُو
فاقہ نصیب قوم پہ اک نوحہ خواں ہے تُو
لیڈر ضعیف ہو چکے لیکن جواں ہے تُو
بھارت کے لال بھوک کی فطرت سے رازداں
نہرو، پٹیل بوس اور عبدالغفار خاں
چھائی ہوئی تھی ہند پہ ادبار کی گھٹا
فاقہ کشوں کے سر پہ فقط تیرا ہاتھ تھا
اُٹھی اور اُٹھ کے قوم کو اک آسرا دیا
سوئے ہوؤں کو خواب سے تُو نے جگا دیا

آزادیوں کے دِل میں خیالات بھر دیئے
آزاد لوگوں جیسے کمالات بھر دیئے

وہ لاجپت کہ تیری ہی سیوا میں مر گیا
گو خود تو مر چکا ہے مگر نام کر گیا

جراُت کا خوُن قوم کی رگ رگ میں بھر گیا
امکانِ امتحاں کی حد سے گزر گیا

ہوں گی نہ ضائع اپنی یہ قربانیاں کبھی
بدلے گا دورِ گردشِ ہفت آسماں کبھی

یہ کانگریس کہ ایک فسانہ ہے قوم کا
اِس نے ہی بیڑا پار لگانا ہے قوم کا

ہر اک نے رہنما اِسے مانا ہے قوم کا
ہر لحظہ اِس کے لب پہ ترانہ ہے قوم کا

ہم نے بھی پریم نوحہ سُنانا ہے قوم کا
"مقصود کانگریس کو جگانا ہے قوم کا"

پیغام رفاقت!

اے وطن والو بہارِ گلربا آنے لگی
پھر رفاقت کی ہوائے جانفزا آنے لگی

مہر و الفت کا پیام جانفزا لائی ہے ساتھ
اِک ہر سے ہے شفقت کی صدا آنے لگی

نکلی ہے آزاد کے دل سے صدائے دلنواز
گوش شنوا میں وہ نوید دوشِ صبا آنے لگی

مطلعِ پنجاب پر پھیلی ہے الفت کی کرن
دوستوں کے رخ پہ اس کی ضیا آنے لگی

ہند و سکھ مل کے رہتے ہیں بہم اہلِ وطن
دوستی کی لے ہے پھر اے ہمنوا آنے لگی

خطۂ پنجاب تھا بدنام جس سے ہند میں
ان نزاعوں کی ہے گویا انتہا آنے لگی

ہند و سکھ اب ہیں شیر و شکر یا رب بہم
دل سے اٹھ کر زباں پر یہ دعا آنے لگی

بے خزاں اب پھر بہار آئے وطن کے باغ میں
پریم سا جب نغمہ بار آئے وطن کے باغ میں

وطن اور جوانی !!

وطن کی محبت میں سرشار ہو کر
وطن کیلئے زندگانی لٹادی
وطن کی جوانی پہ قربان ہو کر
شہیدوں نے اپنی جوانی لٹادی
نیا رنگ لایا ہے خونِ شہیداں
یونہی تو نہیں زندگانی لٹادی
یوں قربان ہو کر میرے لیڈروں نے
مسرت، خوشی شادمانی لٹادی

برسات

جام خوش رنگ کے یاں دَور چلیں گے شب بھر
میرے گھر آئی ہے تقدیر سے برسات کی رات
آج مطرب کی عنایت سے ہے نغموں کا ہجوم
گویا برسات کی شب ہے میرے نغمات کی رات
مجھ کو دیدارِ صنم کی ہے تمنا یا رب
آرزو ہے کہ میسّر ہو ملاقات کی رات
سوئے میخانہ چلے ہیں ہم بھی نغمہ گا کر !
کیسی پُر کیف ہے بادہ خرابات کی رات !

آمدِ فصلِ بہار

محبت سے بجھا دینا حسد کی آگ کے شعلے
جو ہو یہ دھرم ہندو کا تو ایماں ہو مسلماں کا

خزاں کے ہاتھ سے جس پر فسونِ مرگ طاری ہے
ہرا ہو گا بہاروں میں وہ ہر بوٹا گلستاں کا

جنوں خیزی بڑھے گی اور ویرانوں میں جائیں گے
گلستاں ہی نظر آئے گا ہر ذرہ بیاباں کا

چمن میں طائرانِ خوشنوا یہ گیت گائیں گے
بہار آئی ہوا اب خاتمہ بلبل کے ارماں کا

بہار آئے گی اور جوشِ جنوں بھی بڑھتا جائیگا
"بہار آتے ہی ہوگا فیصلہ جیب و گریباں کا

شاعرِ حصار جناب بھاگیرتھ لال زخمی سے خطاب

(بلبلِ ملتان حضرت کشفی صاحب سے خطاب)

تیرے شعروں میں سوز ہوتا ہے :: اُن کو دنیا سلیکٹ[۱] کرتی ہے
پریم کی شاعری کا کیا کہنا :: نظم تیری افیکٹ[۲] کرتی ہے

۱ SELECT　　۲ EFECT

ہندو مسلم سکھ اتحاد — ہندی سے خطاب!!

وطنیت کا پیام نوجوانوں کے نام

محترم جناب چیف ایڈیٹر صاحب روزنامہ اخبار "انقلاب" بمبئی نے مندرجہ ذیل تعارف کے ساتھ یہ نظم شائع کی

"منشی جے چند بریجم ملتانی سے ہمیں نیاز حاصل نہیں مگر موصوف نے جو حسب ذیل نظم برائے اشاعت ارسال فرمائی ہے۔ وہ ان کی نکتہ سنجی اور ان کے مذاق سلیم کی آئینہ دار ہے۔ یہ نظم اس امر کا مزید ثبوت ہے کہ برادران وطن اردو زبان سے کس قدر دلچسپی اور گہرا روحانی تعلق رکھتے ہیں۔ یہ نظم خیالات۔ جذبات اور بندش الفاظ کے لحاظ سے قابل داد ہے اس لئے موصوف کے شکریہ کے ساتھ ہدیہ ناظرین ہے۔"

(دستخط)

میاں غلام احمد خاں آرزو منشی فاضل چیف ایڈیٹر روزنامہ اخبار انقلاب بمبئی

1-12-1940

اتحاد

تو اٹھ کر بریجم سے اہل وطن کے دل ملاتا جا

دوئی بیگانگی تفریق کے جھگڑے مٹاتا جا

اگر توحید کا احساس ہے موجود کچھ دِل میں
کتابِ زندگی کا ہر سبق پڑھتا بڑھتا جا

خُدا کے نُور سے بھرپُور ہیں دیر و حرم والے
تُو اپنے دِل کو ان انوار کا مرکز بناتا جا

اُسی نُورِ ازل کے خالصہ بھائی بھی مظہر ہیں
تُو اپنا دستِ اُلفت اُن کی جانب بھی بڑھاتا جا

ستارے ہیں یہ جتنے آسمانِ ہند پر روشن
انہیں تُو مردمِ دیدہ میں عزت سے بٹھاتا جا

جوانانِ وطن کو باندھ دے اُلفت کے رشتے میں
ترانہ حُبّت کا ہند والوں کو سُناتا جا

صنعت و حرفت

نِکل کر دیکھ ہندی صنعت و حرفت کے میداں میں
کہ آ جائے گی اس سے جاں وطن کے جسمِ بیجاں میں
وطن سونا اُگلنے جس سے لگ جائے وہ گُر یہ ہے
"ہماری صنعتوں کی دھاک ہو اطرافِ دوراں میں
ہم اپنی محنتوں سے کر سکیں دُنیا میں زر پیدا
بکیں چیزیں ہماری جرمنی انگلینڈ و جاپان میں
وطن سے دُور کر پہلے تو بدعت فرقہ داری کی
بہارِ بے خزاں پھر دیکھ آتی ہے گلستان میں
ستارہ صبح کا تجھ کو بشارت روز دیتا ہے
"مقدر ہے ترا موجر میرے رُوئے تاباں میں"
وطن کے چپہ چپہ پر اگر چلنے لگیں ملیں
بدل جائیں یہاں کے پھر بیاباں شکرستاں میں
تو محنت سے مِٹا اب ہند سے افلاس کی لعنت
زمینِ ہند پر برسے گا ہُن پھر ابرِ نیساں میں
"سُن اے ہندی" یہ نغمہ پریم کے دل سے جو نکلا ہے
یہی اک نظم ہے جو منتخب ہے اس کے دیواں میں
(اسی کے کاش چرچے ہوں ہر ہندو و مسلماں میں)

روزِ عید۔ پریم کی ریت!!

عید کا دِن

عید کا دِن ہے خوشی ہر چار سُو چھائی ہوئی
ہر کسی کے دِل میں ہے اُلفت کی لے آئی ہوئی
شوق سے گاتے ہیں مُرغانِ چمن اُلفت کے گیت
آج گلزارِ وطن میں ہے بہار آئی ہوئی
دے رہے آپس میں ہیں احباب نذرِ تہنیت
شادمانی عید اپنے ساتھ ہے لائی ہوئی
پھر خُدا کے فضل سے آئی ہے تقریبِ سعید
طبعِ یارانِ وطن ہے آج گرمائی ہوئی
ھندُو و مُسلم رہیں مِل کر بہم شیر و شکر!
پریم نے یہ ریت ہے دونوں کو سمجھائی ہوئی!!

"بہارِ بسنت"

آ گئی بسنت رُت ہے ـــ بسنت رُت ہے آ گئی
کہیں صدائے چنگ ہے
نوائے جل ترنگ ہے
اُمنگ در اُمنگ ہے
غرض عجیب رنگ ہے
آ گئی بسنت رُت ہے ـــ بسنت رُت ہے آ گئی
زمانہ شادکام ہے
خدا کا لطفِ عام ہے
نشاط ہے بجام ہے
عجیب اہتمام ہے
آ گئی بسنت رُت ہے ـــ بسنت رُت ہے آ گئی
شگفتہ لالہ زار ہے
فضا بھی زرنگار ہے
نسیم عطر بار ہے
بہار پر بہار ہے
آ گئی بسنت رُت ہے ـــ بسنت رُت ہے آ گئی

ہیں دشت اور دمن بھی شاد
ہے تختۂ چمن بھی شاد
ہیں سرو اور سمن بھی شاد
وطن کے گلبدن بھی شاد
ہے آگئی بسنت رُت — بسنت رُت ہے آگئی

لہک وہ مرغزار کی
لچک وہ شاخسار کی
یہ کیا ہے رُت بہار کی
ہے عیدِ میگسار کی
ہے آگئی بسنت رُت — بسنت رُت ہے آگئی

ہوا اِدھر جو آگئی
چمن میں گل کھِلا گئی
گھٹا سماں دِکھا گئی
بسنت رُت جما گئی
ہے آگئی بسنت رُت — بسنت رُت ہے آگئی

بہار

پھر بہار آئی صبا بے اختیار آنے لگی
کوہساروں سے صدائے آبشار آنے لگی
پھر بہار آئی چمن میں عندلیب خوشنوا
شوق سے گاتی ہوئی دیوانہ وار آنے لگی
چل پڑا دل میں تلاش یار کو رکھے ہوئے
ہر قدم پر بوئے زلف مشکبار آنے لگی
اللہ اللہ حسن دلکش کی کرم فرمائیاں
پر نسیم وہ آئے ہوائے خوشگوار آنے لگی

جذبات پریم

ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ
گل دیکھ برگ دیکھ چمن کی بہار دیکھ
رو تا رہا ہوں رات جو دلبر کے واسطے
آنسو میرے رواں ہیں مجھے اشکبار دیکھ
تقدیر کی ہے بات کہ فصل بہار میں
گرتے ہیں آشیانے پہ برق و شرار دیکھ
غفلت شعار دوست ابتر رہگذار میں
کب سے کھڑا ہوا ہوں تری انتظار دیکھ

دیوالی

دیوالی! یوں ترا ہر سال ہم سنتکار کرتے ہیں
ترے اعزاز میں نغمات کو بیدار کرتے ہیں
جگاتے ہیں دیئے ارمانِ دل جن سے نکلتے ہیں
ہم اپنے چار سو پیدا نئے آثار کرتے ہیں
مٹا تاریکیاں انوار سے اپنے تو دیوالی
تجھے ہم اپنے دل کا مطلعِ انوار کرتے ہیں
نہ ہوں گے لب ہمارے آشنا حرفِ شکایت سے
وفا کیشی کا تیرے روبرو اقرار کرتے ہیں
دیانند نے پیا جام شہادت آج کے دن تھا
ہم اظہارِ شکر اُس کا سو سو بار کرتے ہیں
دلِ غمدیدہ دیتا ہے صدائیں کون سنتا ہے
چراغاں سے ہم اپنے سوز کا اظہار کرتے ہیں
چمکتے ہیں انہی لوگوں کے گن اے پریم سینے میں
ہماری ناؤ کو منجدھار سے جو پار کرتے ہیں

شامِ غم

کوئی شب چین سے بسر نہ ہوئی ؛ ہو گئی شام تو سحر نہ ہوئی
جس نے شیشے کو دل کے چور چور کیا ؛ ایک پتھر ہوا نظر نہ ہوئی
چھپ کے ایسے وہ آ گئے دل میں ؛ میری آنکھوں کو کچھ خبر نہ ہوئی
تیرے قصے کہاں کہاں نہ ہوئے ؛ میری شہرت کدھر کدھر نہ ہوئی
مٹ گئے ہم رہِ طلب میں مگر ؛ تیری نظرِ کرم ادھر نہ ہوئی
پریم ان کو خبر ہو کیا میری ؛ آہ سوزاں بھی پُر اثر نہ ہوئی

نگہِ لطفِ حضرتِ زخمی (کشفی)
کب مرے ذوقِ شعر پہ نہ ہوئی

زخمی حصاری
کشفی ملتانی

"ہولی میں"

آ گئی پھر بہار ہولی میں ؛ کھل گئے لالہ زار ہولی میں
چہرے گلگوں ہیں نازنینوں کے ؛ خوش ہیں سب گلعذار ہولی میں

آؤ لوٹیں بہار ہولی کی!
کیوں رہیں بے قرار ہولی میں!!!

گیت :-

برسات!

بادل گرجے رِم جھم برسے رُت سہانی آئی ہے
ہر اک نوعِ بشر کے دِل میں آج مسرت چھائی ہے
باغ میں دیکھو مالی اپنے بوٹے خوب لگاتا ہے
کوئل کُو کُو کرتی ہے اور مُرغ بھی چہچہاتا ہے
ہرے بھرے سب کھیت ہوئے اور خوشی ہوئی دہقانوں کو
شوق سے پی کر جھوم رہے ہیں ہوش کہاں مستانوں کو
آئی بہار اور باغ کے پنچھی خوشیاں خوب مناتے ہیں
خوشی کے مارے اُڑتے گاتے اُڑتے جاتے ہیں
بُلبل باغ میں نغمہ زن ہے گیت خوشی کے گاتی ہے
پریم بھرے یہ نغمے گا کر تانیں خوب اُڑاتی ہے

قطعہ

سُنو کان دھر کر اے سرمایہ دارو ✤ ندی زر کی تم کو بہانی پڑیگی
پریم اور اُلفت کا جذبہ بڑھا کر ✤ محبت کی راہ اب دکھانی پڑیگی

سلام! "میری خزاں کا بہاروں نے احترام کیا"

بہار میں اتحاد کا ایک سین

میں آرہا تھا گلستاں کی سیر سے واپس ✤ ملا وہ شوخ تو جھک کر اُسے سلام کیا
ابھی شراب سے تو بہ ہی کم نے پایا تھا ✤ کہ اُس نے پیش مجھے مسکرا کے جام کیا
بہار آئی تو یاروں نے مل کے گلشن میں ✤ صبوح و جام کی محفل کا اہتمام کیا
تم آؤ آؤ کہ آنکھوں کی پیاس بجھ جائے ✤ نگاہِ شوق سے دلبر سے یوں کلام کیا

وہ آئے مجھ سے جو ملنے تو یہ کہا میں نے
میری خزاں کا بہاروں نے احترام کیا

اتحادِ ہندو مسلم!

ہندو و مسلم رہیں شیر و شکر ✤ یا الٰہی مٹ نہ جائے اتحاد
پھر چمن بندی ہو باغِ ہند کی ✤ پھر سے پیدا ہو فضائے اتحاد

باغ کی کلیاں گلے ملنے لگیں
یوں چلے موجِ ہوائے اتحاد

آرزو!

"نئی زمین نیا آسمان پیدا کر"

امنگیں ولولے اور آن بان پیدا کر
نئی زمین نیا آسمان پیدا کر
مٹا دیں شیخ و برہمن کے امتیاز کو جو
زمین ہند پہ وہ نوجوان پیدا کر
کریں رہا جو غریبی سے پیارے بھارت کو
وہ دان ویر وہ صاحب کمال پیدا کر
وطن کی غیرت و حرمت کے پاسباں جو بنیں
وطن میں ایسے بھی کچھ نوجوان پیدا کر

بڑھائیں ہندو و مسلم میں پریم کا رشتہ
الٰہی ہند میں ایسے جوان پیدا کر

"کانگرس"

کانگرس ہے ملک کی روح رواں اے دوستو
کانگرس کا دم قدم ہے باعث توقیر ہند
مل کے آپس میں رہیں ہم بھائی بھائی کی طرح
تاکہ پہنچے دور ملکوں میں بھی تنویر ہند
ملک و ملت کے لئے ہمت کرو جوانان وطن!
کھینچ دو تم دل کے ہر پردے پہ اک تصویر ہند

جنت نشان کشمیر

کھینچتا ہوں ایک نقشہ جنت کشمیر کا
غور کر لو دوستو کشمیر کی تصویر کا

ہند کے شاعر اسے کہتے ہیں فردوس جہاں
سیر کو چلتے ہیں گرمی میں وہاں پیر و جواں

اس کی دلکش گھاٹیاں اور آبشاریں دیکھکر
دل بہل جاتا ہے قدرت کی بہاریں دیکھکر

ہیں مناظر دلکشا اور باغ اس کے خوشنما
دیکھکر دل سے نکلتی ہے صدائے مرحبا

دل لبھاتی ہے وہاں سرسبز چناروں کی قطار
جس کے نظارے سے ظاہر ہے بہار اندر بہار

چل رہی ہیں لہریں دریاؤں میں بل کھائے ہوئے
اور کناروں پر جھکے ہیں کوہ شرمائے ہوئے

خلد کے باغات سے چل کر یہاں آئی بہار!
کیف افزا ہے فضاؤں میں ہوائے خوشگوار!!

"موت و زیست"

موت کیا ہے انقلابِ ہوش ہے ‎ } ‎ زیست کیا ہے امتیازِ جوش ہے
کہدیا ساقی نے بالآخر یہ راز ‎ } ‎ پینے والے کیا تجھے کچھ ہوش ہے

آج ساقی کی عنایت عام ہے
آج محفل میں ہر اک مدہوش ہے

جنت نشاں ہندوستاں

بہارِ بے خزاں آئی ہے آزادی کے سائے میں
خزاں نا آشنا اب بن گیا ہے گلستاں اپنا

جوانانِ وطن نے اٹھ کے حاصل کی ہے آزادی
بنایا جلد تر جنت نشاں ہندوستاں اپنا

وطن پہ جاں فدا کر دوں تمنا ہے یہی دل میں
میری قربانیوں سے بارور ہو بوستاں اپنا

"سالِ نو"

سالِ نَو آیا گلستاں میں بہار آنے لگی ✻ اور ہوائے عہدِ نَو مستانہ وار آنے لگی
اب خزاں دیدہ چمن ہونے کو ہے جنت نشاں ✻ پھر وطن کے باغ میں دیکھا بہار آنے لگی
سالِ نَو آیا چمن میں طائرانِ خوشنوا ✻ نغمہ زن ہیں اور صبا بے اختیار آنے لگی
سالِ نَو ہو مظہرِ بہبودیِ قوم و وطن ✻ ہر زباں پر یہ دعا بے اختیار آنے لگی

دوست اور احباب باہم بھیجتے ہیں ارمغاں
پریمِ اُلفت کی ہوائے خوشگوار آنے لگی

عشقِ الٰہی

واقفِ انجام ہونا عشق میں مشکل نہیں

یہ محبّت میری بربادی کا اِک آغاز ہے

طُور پر مُوسےٰ کے جس نے کھو دئے ہوش و حواس

وُہ ترنّم سحر آگیں خود تیری آواز ہے

شرابِ محبت

شرابِ محبت میں مخمور ہو جا — شرابِ محبت ہے پانی نہیں ہے
جھجک کیا ہے پینے میں تجھکو اے زاہد — یہ پانی مئے ارغوانی نہیں ہے
نہ کر حسن پر ناز اپنے تو اتنا — یہ دائم نہیں عشق فانی نہیں ہے
ہو عشق مجازی حقیقی سے افضل — بزرگوں نے یہ بات مانی نہیں ہے
ازل سے ہے حسن اور الفت میں ناطہ — حسینوں نے یہ بات جانی نہیں ہے
ڈبو دیتا عالم کو اے آہ سوزاں — ترے آنسوؤں میں روانی نہیں ہے
حسینوں کی دنیا نرالی ہے دنیا — کہ فردوس میں اس کا ثانی نہیں ہے
بڑھا لے محبت کی اے ہم پینگیں — فقط پھر یہ رنگین آتی نہیں ہے

غلط ہے اگر پریم کہتا ہے کوئی
ترے شعر میں کچھ روانی نہیں ہے

"انسان کو انسان سے کینہ نہیں اچھا"

آپس میں لڑانے ہو جو تم اہلِ وطن کو
یہ طور یہ عادت یہ قرینہ نہیں اچھا

مشکل کی گھڑی کام جو آئے نہ وطن کے
وہ زر نہیں اچھا وہ خزینہ نہیں اچھا

اے اہلِ وطن اس کو کنارے پہ لگاؤ
طوفاں کے تھپیڑوں میں سفینہ نہیں اچھا

وہ آنکھ ہی کیا ہے جو دوئی نہ مٹا دے
جس میں ہو بھرا بغض وہ سینہ نہیں اچھا

اے پریم یہی قول بزرگانِ وطن ہے
"انسان کو انسان سے کینہ نہیں اچھا"

"التجا"

دِل اگر دے تو خُدا دے ہمیں عالی ظرفی
ہم کو منظور تنگ ظرفی منصُور نہیں

بُت رسی سہل مگر موت خُدا تک جانا
کعبہ تو دُور ہے بتخانہ مگر دُور نہیں

پہلے اُس کے ذرا بندوں کی تو خدمت کر لے
پھر یہ کہدے کہ خدا ہم سے کہیں دُور نہیں

خود غرض ہو کوئی یا طالب شہرت ہو کوئی
ایسا انسان کسی قوم کو منظور نہیں

ہم جو محرُوم ہیں اے پریم یہ اپنا ہے قصُور
ورنہ کیا آج کوئی جلوہ نہیں طور نہیں

وقت آیا!!

دلوں میں جذبۂ قومی سوا ہونے کا وقت آیا
وطن اور قوم کی خاطر فدا ہونے کا وقت آیا

اُدھر بٹنے لگی ہے دال جوتوں میں عدو کے گھر
اِدھر ہندوستاں کے رہنما ہونے کا وقت آیا

اُدھر مٹنے کو ہے نام و نشاں ظالم کی ہستی کا
اِدھر ہر دل کا سرتاپا وفا ہونے کا وقت آیا

مظالم کی سزا ملنے کو ہے اُس سمت ظالم کو
اِدھر مظلوم کا نالہ رسا ہونے کا وقت آیا

دکن پر ہو گیا قبضہ اُدھر افواجِ ہندی کا
اِدھر کشمیر میں محشر بپا ہونے کا وقت آیا

صداقت کا جہاں میں بول بالا ہونے والا ہے
بطالت آشناؤں کا فنا ہونے کا وقت آیا

جوانوں کے دلوں میں جذبۂ حُبِ وطن بھر دیں
کہ بچی سے پرچم کے نغمہ سرا ہونے کا وقت آیا

گیتا

ناشاد دل کو دم میں گیتا سے شاد کرنا ❊ تسکینِ دل کی خاطر تدبیر نایاب ہے تو یہ ہے

گیتا ہے ہندوؤں کا بے بہا ساگر ❊ تیرہ کدہ میں دل کے تنویر ہے تو یہ ہے

ہے انتہا مسرت یہ گیتا کا قول ہمدم ❊ روحانیت کی گویا تنویر ہے تو یہ ہے

ہے معرفت کا مخزن اسرار کا ہے سمندر ❊ اسرارِ حق کی گویا تفسیر ہے تو یہ ہے

انسانیت ہے زندہ گیتا کے دم قدم سے ❊ وہ پریم سے بھری اک تصویر ہے تو یہ ہے

ارجن نے اس سے پایا تھا معرفت کا رستہ ❊ بہرِ حصولِ تسکین تدبیر ہے تو یہ ہے

اب رام راجیہ ہوگا ہندوستاں میں قائم ❊ خوابِ وطن کی گویا تعبیر ہے تو یہ ہے

گیتا کو پڑھ لیا ہے پر ہے عمل ندارد !
❊
یہ پریم کی اے ہمدم تقصیر ہے تو یہ ہے

"بنو رام راون کی لنکا جلا دو"

فضاؤں میں فتح کے پرچم اڑا دو
پیام شری رام گھر گھر سنا دو!

ایودھیا کو شکل ارم تم بنا دو
بہ رنگ دلہن آج اس کو سجا دو!

بدلنا ہے اب زندگی کی روش کو
پرانے فسانوں کو دل سے بھلا دو!

ہوا ختم جور و جفا کا زمانہ
محبت کے گلشن وطن میں کھلا دو!

گئے راکھشس رام کا راج آیا
صداقت سے باطل کے پرزے اڑا دو!

کئے رام نے کام جو زندگی میں
کر تقلید تم اُن کی کر کے دکھا دو!

لبادہ میں انساں کے ہیں جو درندے
انہیں اب محبت سے انساں بنا دو!

سر راہ ننگا کرینگے تمہیں ہم
وطن دشمنوں کو بتا دو بتا دو!

زمانہ صداقت کا اب پریم آیا!
صداقت کے ڈنکے جہاں میں بجا دو!!

"پی پیئے ہی مست ہو جانے کا موسم آگیا"

زر پرستوں کے ستم ڈھانے کا موسم آگیا
بے کس و مفلس کے مٹ جانے کا موسم آگیا

کیوں نہیں وہ دیکھتے تولید کی رفتار کو
کہتے ہیں جو بھوک مر جانے کا موسم آگیا

اک سمجھ کا پھیر ہے ورنہ وطن کے واسطے
مرتے مرتے بھی یہ جی جانے کا موسم آگیا

چل رہی ہیں زہر آلودہ ہوائیں دہر میں
غنچۂ دل کے یہ مرجھانے کا موسم آگیا

یہ گرسنگی و فاقہ مستی نے کیا ہے آشکار
عشرتوں کے بعد غم کھانے کا موسم آگیا

ابر میں ظاہر ہوا ہے پیہم جو رنگِ شراب!
گویا تیرے مست ہو جانے کا موسم آگیا!!

مریادا پرشوتم بھگوان رام

ہمیشہ رام کا میں احترام کرتا ہوں
میں رام نام کا سمرن مدام کرتا ہوں

شبیہہ پاک ہے چشم خیال میں رقصاں
تصورات میں اُن سے کلام کرتا ہوں

زباں پہ نام جب آتا ہے میرے پیارے کا
سر نیاز جھکا کر سلام کرتا ہوں

میں اُن کے نام کی مالا دوام جپ جپ کر
کچھ عاقبت کی بھی فکر صبح و شام کرتا ہوں

جو اُن کی شان میں گستاخیاں کرے کوئی
تو ایسے شخص کو رسوائے عام کرتا ہوں

پریم رام کی عظمت کے گیت گا گا کر
دلِ فسردہ کو محوِ خرام کرتا ہوں

آہ! اشوک کمار ودہوا

(فرزند منشی جے چند پریم)

نتیجۂ فکر:-
منشی جے چند پریم

اشوک کا جنم دن چہار
19.9.58
اشوک کا مرتیو دوس دہلی
25-10-69

دارِ فانی سے اشوکِ خوش نوا رخصت ہوا
منزلِ عہدِ جوانی طے نہ کی اور مر گیا

خوبصورت بھی تھا اور وہ تھا طبیعت کا خلیق
تھے سبھی مدّاح خوش خلقی کے دشمن اور رفیق

پالیا تھا جس نے گیتا کے شلوکوں کا سُراغ
خاندانِ ودہوا کے گھر کا تھا وہ روشن چراغ

باربدؔ کی طرح گانے میں وہ رکھتا تھا کمال
اپنے گیتوں میں وہ حل کرتا تھا ہستی کے سوال
ہر زباں میں بات بھی کر سکتا تھا وہ باکمال
داغِ فرقت دے گیا دیکھو مجھے میرا ہی لال
پھول ابھی کھلنے نہ پایا تھا کہ وہ مرجھا گیا
زندگی کے باغ پر موسم خزاں کا چھا گیا
پریم کی دل سے دعا ہے اسکو ہو جنّت نصیب
اور سب پس ماندگاں کو صبر کی طاقت نصیب

ؔ باربد ایران کا مشہور گویا

سہرا

ایشور داس نے پھولوں کا معطر سہرا
پریم باندھا ہے خوشی رام کے سر پر سہرا

گو بظاہر ہے دو بالشت چہرہ بھر سہرا
آج دیکھو تو ہے دستار سے برتر سہرا

عیش کی یاد ہے عشرت کا ہی مظہر سہرا
یا محبت کے سمندر کا شناور سہرا

چشم حاسد سے جو نوشہ کو بچانا چاہا
بن گیا چہرہ پہ اک نور کی چادر سہرا

کھلنے والا ہے نیا راز محبت کوئی
رخ روشن پہ نہیں ہے یونہی ششدر سہرا

شانتی دیوی کے ہر چند ہیں زیور نایاب
ہے خوشی رام کا ان سب کے برابر سہرا

وہ پتی بھگتی پہ عامل ہو کہ زیور ہے یہی
شانتی دیوی کی زینت ہی نے دیا سہرا

پریم باندھے ترے بیٹے کو بھی سہرا اک دن!
جس طرح آج ہے نوشہ ترے سر پر سہرا!!